# انتخاب

## نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے

[illegible] کو دیکھ کر جو بیل جیسا ہے [illegible] صدا کے لئے باقی آرکی ہے مگر پیری بے غیرت سفلی [illegible] ہیں اور جینے کے لئے عزت [illegible] سے ہی [illegible] کے واسطے بڑے بڑے [illegible] ہیں [illegible] کا تماشا دکھا کر ظاہر [illegible] بازی [illegible] سازی اطوار کی بیاہ شادی سے بھی دریغ نہیں کرتے مگر [illegible] کی مرغی [illegible] بیٹھ کر [illegible] پر سواری [illegible] کر کے چل [illegible] ہیں [illegible] ایسا [illegible] جنت کا رنگ [illegible] کے سے خضاب لگا کے ہی کالا [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] کے سفید بالوں کو [illegible] کالے بال بنانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ خوش خوراک خوش پوشاک [illegible] حسینوں کی [illegible] کی نکب [illegible] کرنے کو [illegible] رہتے ہیں اور [illegible] گھورتے رہتے ہیں مگر [illegible] جوانی کی [illegible] بصارت [illegible] کانوں میں قوت سماعت [illegible] رفاقت۔ ہر عضو بے قابو۔ گویا مردہ [illegible] زندہ۔ [illegible] [illegible] لوں سے پیچھے ہٹے [illegible] کو تو فرشتہ اجل نے [illegible] ہے۔ اندرونی طاقت ضعف کے آگے [illegible] آخر [illegible] اجل [illegible] کے ناک سے [illegible] دم [illegible] جاتا ہے۔ مگر بعض ایسے [illegible] کر زمین [illegible] بیٹھے ہیں [illegible] [illegible] کی تدبیر ہے [illegible] دولت حاصل کر چکے ہیں۔ اور جس جگہ پر حاصل کر چکے ہیں اسی جگہ مر کے بھی پاؤں پھیلا کے پڑ رہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جو اس زمین کے اوپر ہیں اندر گڑ گئے۔ غرض اس زمین سے ایسی محبت ہو [illegible] نہ رہنے دے تو نیچے ہی جا رہیں۔ مگر زمین کے نیچے زمین کا وجود [illegible] ڈالنے کا کام ہے۔ اس کے [illegible] اٹھاؤ گا۔ جو کر [illegible] جانے کی آرزو رکھتے ہو ؎

فخر [illegible] کی کسی کو خبر نہیں

[illegible] دیتے ہیں اور [illegible] اور اصلی جگہ پہنچا دیتے ہیں۔ سچ ہے جہاں کی مٹی ہوتی ہے وہیں پہنچ جاتی ہے۔ [illegible]

# جہانتک کی صفائی بس صفائی ہوتی جاتی ہے

[illegible] کو ہندوستان پہلے [illegible] اور [illegible] تھا مگر اب [illegible] ؎

[illegible] آسمان [illegible] عالم [illegible]

[illegible] ہندوستانیوں کو [illegible] طاعون [illegible] قحط [illegible] [illegible] ہندوستان [illegible] میدان بنا دیا تھا۔ اور رہے سہوں کو ان کے کھانے پینے کی چیزوں [illegible] کو [illegible] کے [illegible] اپنے قبضہ میں کر کے دیس نکالا دیدیا۔ [illegible] انہی دشمنوں نے حشرات الارض کی خبر لینی شروع کی۔ پہلے [illegible] کو [illegible] کے جو [illegible] بلوں میں [illegible] نظر نہیں آتیں گویا [illegible] اب ان کی [illegible] [illegible] بیچارے [illegible] زمین کے نیچے [illegible] رہنے بسنے کی بھی [illegible] نہیں ہوتی۔ [illegible] کی طرح خاکستر [illegible] میں ملا دیا۔ وہ وجہ کہتے ہیں [illegible] آدمی کو آدمی کے بس میں نہ آنے کے [illegible] ہی دو ہے۔ مگر اب یہ کہنا چاہیے کہ [illegible] کے بس میں [illegible] کر دے کہ [illegible] مارے [illegible] [illegible] کچھ نہیں [illegible] پر [illegible] کرتا رہتا ہے [illegible] دیس نکالا دے کر [illegible] کر [illegible] جاتا ہے جب ان کا [illegible] مرنے لگا۔ تو ان بیچارے [illegible] نے فریاد کرنی شروع کی اور دلوں میں کہتے رہے ؎

بیکار نہ جائے گی یہ فریاد ہماری ٭ کوئی تو سنے گا دل ناشاد ہماری

آخر [illegible] بہادر [illegible] نے سنی اور دل سے [illegible] اب اس پر حشرات الارض کی [illegible] کانفرنس ہو رہی ہیں اور [illegible] پاس ہو رہے ہیں مگر [illegible] [illegible] ایسے [illegible] سے تو بہتر ہے [illegible] [illegible] پر [illegible] کے [illegible] دریا کے کابل کا پل [illegible] کی [illegible] کرتے چلے جائیں [illegible] بھی ہو جائیگی۔ اور [illegible] بھی [illegible] ہے گا ٭ [illegible] خوش بود [illegible]

حضرات [illegible] [illegible]

# یاران ہم قالب

## دعوے کیا تھا گل نے آب اپنی رنگ کا اس باغ میں جب صبا نے ہوئیں شبنم نے منہ پر تھوکا

لو بھئی میاں گل مل کے گل جی گل گئے۔ دوات قلم ہاتھ میں لے صاحب صبح کے کمرہ میں مع چار دستی پر بیٹھے۔ خود پسندی نخوت شعاری بچی اور حیثیت کا فطرتی خیال اسی طرح کا جنجال۔ اس کو زبانی کو ذرا یہ کرو۔ وہ کرو۔ ابھی صاحب۔ ہماری بے بہرہ طبیعت درست پر جب نکتہ بالطبع ہوئی کیونکہ رئیس بحالت ولیعہدی تھا۔ منتظمان اراکین کی ہم خوب خبر لیتے رہتے ہیں جانتے تک کرتا ایجنٹ کو بھی دل بھر کر برا بھلا دو وجہ سے کرتے رہتے اول تو یہ کہ صاحب بہادر تک ہماری یا وہ گوئی کا پہونچنا کب ممکن ہے رابطہ صاف کرنے والا بھی تو ہم سے بات کرنا سبب سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے چاند پر گلی نہ ہوئی۔ صاحب بہادر ہے یہ بھی نہ جانا کہ کوئی باولا کتا بھونک رہا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی کہ جب صاحب بہادر کو سنائیں تو ناحق ڈر جاوینگے۔ تیسری بڑی وجہ یہ تھی کہ رئیس ولیعہدی کی حالت میں تھا۔ ذرا ہم اہلکاروں کی حالت تنگ سر پیچ لگا کر چلی جاتی چاہیں اور یہ بھی نہیں کہ اختیار جب بدرجہ جلدی دیا جائے تاکہ رئیس ہم کو اپنا ہی خواہ جانکر ہمارے حیثیت و ادب رتبے میں ترقی دے چین چین چین چنا چین ڈ الدیتے۔ کیونکہ ہماری طرح کی بدبختی کی ہماری یہ تحریر شاہد ہے۔ جیسا کہ ایک موقع پر سواری شاید دسہرہ کی جا رہی تھی۔ جس کی جلوس حالت ہم سے لکھی تھی اور یہ بھی لکھا تھا کہ ہم نے سلام کیا۔ تو سلام لیکر کئی بار ہماری طرف دیکھا۔ دس لکھاوٹ سے یہ پہلو کہا گیا تھا۔ گویا ہم سے فقیہ راز سا رہا ہے تاکہ ماتحتوں کو خوف ہو اور وہ ہم کو نذر پیش کی آؤ بھگت کریں۔ مگر ان نو اہلے جیت ہوئی۔ ہماری کوشش ہر بار ہم اگر ملازمت اپنا نیچے ہاتھ کر کے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتے۔ تو سرکاری درگاہ کی حویلی کی عمارت کے علاوہ وہ جو کاری ہوتی کہ پہری کی کو والا کہ سے نکل جاتا۔ جب ہی تو ہم نے چھٹے خداوند کے اس طرح کرنے اظہار کو سنا اور لگا پہاڑ پہاڑ کر چیخنا چیخا کہ ہم بھاگ آئے۔ ہماری ما حول میں حسینا بگڑی وہ بکرا و حکمڑی کی دھن میں رہے سامنے رہے ہماری کوئی سنتا نہیں اور ہر رئیس بھی خود مختار ہو۔ لیکن ہم کو کیا کبھی ہونے سے بھی نہیں دیکھا کہ یہ تو دراز کا گہرا ہے۔ جب تو ہم جل گئے۔ دل بھنس گیا۔ جگر بھر آ گیا۔ پھر تو ہم

رئیس کو بھی مجھے بڑی بھی سنانے سے قرار آگیا جو علاوہ موت ولیعہدی کے دنوں کی ہماری کھائی دیکھا [illegible] دکھ نہ گیا۔ گو جب مسند نشینی سے واپس آنے بڑا ودھ بابا کے خیر مقدم میں ادا [illegible] کی نذر پیش کی گئی علیحدہ ہو جا سکے قدامت کے شرکیں اور حال کا [illegible] کلام دواتی سے بند ہو جانا ہے کہ تھے۔ اسی مسابقی کی نسبت ایک جمعہ میں کہا گیا تھا۔ [illegible] ہم پر دل منادہ المصداق سکیں بجتے بندہ کو بیٹھے ہو کر جاتے جیسی ہی قریب کا چالاب ہم نے بنا لیکن یار و یہی کہاں کہ کہا بدتمیزی کہا ہے تو سبب کہ لیتے پیشہ مجود کی زبان ہوگئی۔ گر [illegible] دعوے کر سکے ہم تو بھی گمان بیبا کر ہیں یار افضل الاخبار خدا کی مانگے پکارتے جا رہا۔ [illegible] جناب نے فرمایا ہمارا شکر یہ کیا تھا ہماری قسمت پھوٹ گئی۔ کوئی یہ بھی نہیں جانتا کہ کون جا لگوتا ہے۔ وہاں ہم بیٹھے۔ ہماری طرح سے جس شکل میں جا بیٹھے گیا۔ کیا ہوا کہ کچھ بد خصال بد طینت ملایا اہلکار یہ ملک کے عام ہماری جانب سے ذا شیا زنی پر ذلیت ہو کر خر بیارہ بیٹھے۔ گر وہ بھی چو رد ان کی طرح شل گئی یا ہماری نکے جیسا کر بیٹھے ہیں۔ سو ہر تحقیق سنا ہے کہ جس کو ہم نے افضل کے لفظ سے ہی لقب دیا ہے وہ چند سے غائب دیدہ کا انجام سوچ کر ایک اشتہار جدید کر نے لگے ہیں۔ فقط خیال ہے تو ایک صادق قول کے [illegible] کے نفع نقصان کا آئندہ پر کبھی بنا کر چہاسنا دینگے۔

ساقچہ کشمر اما و شکر گیا۔

## یزید کی رُوح

حضرت۔ محرم کے زمانہ میں پبلک کی پبلک ترقی میں ہو رہی ہے۔ مگر یزید کے پرستان زندہ کے خوشیوں میں عشرہ کے زمانہ میں ہمیشہ گلیاں ان کی جیت جاتے لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عشرہ میں اٹھے ایک عیسیٰ کی جا رہی دو دو دہائی پیسے فروخت ہونے لگے ہیں۔ ماسے وا وہ۔ یہ لوٹ کے کیا یزید کی روح ہیں:۔

سا ظہر ہیں نا رسی میں خاموش کہتے ہیں۔

اڈیٹر صاحب مالک زنی [illegible]

تسلیم۔ فروری سنہ [illegible] کے دلی [illegible] میں جو رپورٹ عملہ کے [illegible] کے متعلق سے۔ درج ہوا ہے دیکھا اور پڑھا۔ ظاہر ہے کہ جو کچھ اس رپورٹ کے متعلق ہے آو صرف اس قدر کہ نہ آپ کا ایک نذر پیش نذر ہوں۔

سب کچھ مجھے فرصت کا تھوڑا سا ہی وقت ملتا ہے جس میں آپ کے نغمہ جمیل کے بغیر کچھ اچھا پایا تھا۔ اسلئے چند سطریں لکھنا چاہتا ہے۔ لکھ دیتا ہوں۔ یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ شائع کر دیتے ہیں۔

ہم بعض اس خیال اور وجہ سے کہ اب بعض مہذب اصحاب بوجہ تہذیب و متانت کی پابندی اور ایسی باتیں مجھے ممکن ہے کہ ان فقرات اور الفاظ کا تعلق بھی خاص را قم سے ہو جس میں کچھ ہوں یا کوئی ذاتی غرض آپ کو بچا ہو جس میں مجھ کو قابل قبول ہے سند لائق ہے۔

اور نیز ذاتی تجربہ تو یہ بتاتا ہے کہ تمام مذاق نو ظرافت مضامین کا بے انتہا دلدادہ ہے۔ لیکن یہ خیال ضروری ہے کہ مذاق کا رنگ بھی اچھا ہو۔

دوسرا جزو جس کو بہت کچھ تعلق نامہ نگاروں کی قلم سے ہے۔ یہ جزو بیشک ایک حد تک صحیح اور درست ہے اس کے لئے پبلک کی رائے کی ضرورت ہے۔ عام ناظرین سے اس کو تعلق تھا یا ایک اندرونی بات تھی جس کو آپ پنچ کی تحریرات کے ذریعہ نامہ نگاروں سے صاف کر سکتے تھے۔ اور آئندہ صاف کر سکتے ہیں۔ پس میں بحیثیت ایک کے دیکھنے والوں کے دہلی پنچ کے بند کئے جانے میں کسی طرح اتفاق نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ رائے دینے والے لوگوں کی مجموعی تعداد میں ایک بہت ہی زیادہ تعداد ہے اس وجہ سے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کتنے حضرات ہوں گے جنہیں میری رائے سے اختلاف ہوگا۔ اور کتنے ایسے جنہیں اختلاف۔

اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ اس کا تصفیہ کثرت رائے پر کیا جائے۔

راقم حضرت رفیق الخیال۔ از تجوید

## مولانا دہلی پنچ کے متعلق کسی کی رائے

ہمیشہ ہمیشہ شریف تیرا سب بے زوال ہے۔ دعا ہے گوشہ نشینان فیض حال ہے جناب مرزا محمد عبد الغفار بیگ صاحب مالک الفضل الاخبار و ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب پنچ اڈیٹر اخبار ہذا کی خدمت فیض درجت میں اس جگہ دیدہ دل بچھائے مشتاق زیارت ہیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف حضرت آنجناب سلام قبول ہو علاوہ ازیں جناب اس حضور والا سے جو ماہ فروری ۱۹۱۹ء کے اخبار کے ذریعہ دہلی پنچ کے متعلق رائے طلب کی ہے تو آنجناب ہی تحریرات و اشارات سے دہلی پنچ کی زینت میں یا کیا امر مجھ کو ضروری جانتے ہیں مجھے آنجناب کی رائے شریف گرد و پیش کی دقت نہیں ہے اسلئے کچھ عرض کرتا ہوں۔

جس روز سے یہ دہشت اثر اصلاح آنجناب نے عطیہ کی اس روز سے شب کی نیند اور دن کی بھوک اڑ گئی ہو کر ساتھ سمندر پار آرام کر رہی ہے۔ دل کو کوئی اندر ہی اندر حسرت یہ ستاتی ہے۔ اور وہ کسی کی بھولی بسری صورت پیش چشم پھرتی ہے۔ شب و روز حضرت کی جدائی کا ذکر کئے جاتا ہے۔ اور دم بدم یہ شعر ورد زبان رہتا ہے ۔ سے

غضب جان ہے دل بیٹھے کو بنا جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

اگر حضرت وہ ضرورت ہے پہلے جس دل پر صبر کا پتھر رکھ کر فرمائے ہیں تو ہمیں یہ ہی ہے۔ الفضل الاخبار ہی سے اب بفضل خدا عز و جل بیر ہویں سال سے بخیر و عافیت عبور کر کے چودھویں سال کے اسٹیج پر اپنا قدم مبارک رکھ رہا ہے یا دوسری اصطلاح میں زمانہ طفلی سے گزر کر شباب کے زمانہ میں مخمرضا سن میں اپنا قدم رکھا اور اس عرصہ میں با نسبت دیگر اخباروں کے زیادہ وہ شہرت و مقبولیت کے درجہ کو پہنچا جو بعض حضرت دہلی پنچ کی زندہ دلی کا باعث ہے اور ہندوستان بھر میں صرف دو یا تین ہی اخبار ایسے ہیں۔ جو دہلی پنچ کے با مذاق آرٹکلوں کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتے ہوں۔ ہم وقتاً فوقتاً بہت سے اہل الرائے اور معزز اصحاب سے اس اخبار کی پالیسی کے متعلق رائے زنی کرتے رہے ہیں اور جیسا کچھ اس کا جواب ہم کو آج تک ملا ہے اس کا اظہار کرنا کچھ غیر مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے ہم ایک معزز حضرت کی رائے کا خلاصہ مختصر الفاظ میں جناب منیجر و اڈیٹر ہر دو صاحبان و جملہ ناظرین و اہل قلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا تھا۔

"الفضل الاخبار گو پولیٹیکل معاملات میں حصہ لینا اپنے نزدیک ایک سم قاتل سمجھتا ہے۔ مگر پھر بھی اپنے طرز کا ایک مفید و اخلاقی اخبار ہے۔ مگر اس کا وہ زندہ دل حصہ جس میں ظرافت آب شخصوں کے دل خوش کن و با مذاق آرٹیکل شائع ہوتے ہیں زیادہ تر قابل تعریف ہے۔ مگر افسوس اس کا لائق و فاضل اڈیٹر ہمیشہ نامہ نگاروں کی بے التفاتی کا شاکی رہتا ہے۔ یہ ہے ادنیٰ حضرت کی رائے جو اظہار کی گئی۔ علاوہ اس کے ہم کو خود ایسے موقعے درپیش آ چکے ہیں کہ پبلک لائبریری میں بیٹھے ہوئے اخبار مذکور پڑھ رہے ہیں۔ تو بعض زندہ دل اصحاب مشتاق بڑے دل سے یہ کہتے ہوئے آتے ہیں "کہ بھائے مہربانی ذرا دہلی پنچ کے ہی دو ورق عنایت کر دیجئے" معزز منیجر و اڈیٹر اب خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ پنچ کے بند کرنے میں کس قدر دل شکنی پبلک کی ثابت ہوتی ہے علاوہ ازیں ہم نہیں سمجھتے کہ حضرت عبد الغفار بیگ صاحب کو دہلی پنچ کے وجود سے کس قسم کا نقصان برداشت کرنا پڑا جو وہ اس کے بند کرنے پر مجبور ہوتے۔ ظاہری کوئی معقول وجہ بجز اس کے نہیں معلوم ہوتی۔ کہ بعض

ہو تو اس کے مضمون نگار اپنی قلم کو اخلاق میں رکھا کرتے ہیں اور اگر یہی وجہ درست ہے تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں آپ مطلق خیال نہ فرمائیں۔

## ہم عنقریب ایک اپیل

نہایت مودبانہ طریقہ سے اپنے جملہ مضمون نگار صاحبوں سے کرینگے اور ہم کو امید کامل ہے کہ وہ بھی اس پر کافی توجہ کرنے کے علاوہ ماہوار چندہ کا وعدہ کر کے آپ کی امداد خاطر خواہ طریقہ سے فرمائینگے۔

ہاں ہاں سنیے۔ ایک اور بات یاد آگئی۔ ایک روز ایک صاحب ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے اور ان سے اخباروں کے متعلق بہت کچھ گفتگو رہی اثنائے گفتگو میں ان سے کہا کہ آپ کسی ایسے اخبار کی خریداری منظور کریجئے جو محض پولیٹکل اور مذہبی معاملات پر بحث کرتا ہے مگر صاحب ممدوح نے فرمایا کہ میں ایسے اخبار کی صورت ہی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ ہاں افضل الاخبار کے ضمیمہ دہلی پنچ کے مانند جس میں بااخلاق مضمون ہوں۔ میں خریدار خوشی سے بن سکتا ہوں۔ گو کتنا ہی چندہ ادا کرنا ہو۔

ان چند اصحاب کی رائے مدنظر رکھتے ہوئے ہم جناب سے پھر درخواست کرتے ہیں کہ دہلی پنچ کے بند کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ کیونکہ دہلی پنچ کا ایک ایک فقرہ مردہ دلوں کو آب حیات کا کام دیتا ہے۔ مغموم اور رنجیدہ دلوں کو پیام قہقہہ کا دوسرا نمونہ ہے۔ بعض مرتبہ دنیوی تفکرات کے بھنور میں ڈوبتے اصحاب کے واسطے کشتی کا کام دیتا ہے اور اگر خدانخواستہ دہلی پنچ کی ذات مبارک کو کسی قسم کا نقصان پہنچا۔ تو یہی جانب کوشش مجنوں صحرا آوارہ گردی اور بادیہ پیمائی نصیب ہوگی۔ کیونکہ ہمارا اور ہمارے دہلی پنچ کا ہمیشہ عاشقانہ و معشوقانہ تعلق رہا ہے۔ اور خدا چاہے رہے گا۔

الراقم حسن پرست۔ جھوٹوں کے بادشاہ سچوں کے دشمن
بقلم۔ رامچند [illegible] سکول حوض قاضی گلی حکیم [illegible] دہلی

**زغم برخوردہ دل را نوید شادی دہ**
**کہ بوئے دولتت از کار بار مے آید**

## دہلی پنچ اور ہم

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم۔ دہلی پنچ کے قیام کی نسبت بہ ہمہ تن جناب [illegible] صاحب کے بیان کو تشکیک [illegible] کرتا ہوں اور ساتھ ہی اس کے [illegible] ہوں کہ آپ ہرگز ہرگز اس کے بند کرنے کا قصد نہ فرمائیں۔ انشاء اللہ خیر ہی [illegible] سے ہمارا اس کی خدمت گزاری کو مستعد رہے گا۔ دیگر [illegible] بھی ایسی ہی امید کرتا ہوں لیکن اس قدر خیال [illegible] کہ جو لوگ [illegible] اخلاص دل سے [illegible] کریں گے۔

دل ز بہر یار سے خدا [illegible]

دہلی پنچ کا افضل الاخبار سے نکل جانا میرے نزدیک تو بالکل دل سے نمک کی کیفیت دکھائیگا میرے خیال میں تو ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد
برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

اور خصوصاً زندہ دل اصحاب کو تو ہر وقت اسی کا انتظار رہتا ہے ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام — مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں

آئندہ جو رائے اور صاحبان کی ہو میں تو یہی کہکر رخصت ہوتا ہوں ؎

الہی بخت تو [illegible] — [illegible]

بقلم خود [illegible] سالکپوری

افسوس کے ساتھ سنا گیا کہ جناب [illegible] مرزا بیگ [illegible] [illegible] ابھی [illegible] کے جنگل میں [illegible] خداوند کریم ان کی مغفرت کرے۔

## از نتیجہ فکر جناب عاشق حسین صاحب عاشق تلمیذ حضرت فصیح الملک

خدا نے بخادہ رنگ کے ساتھ [illegible] — [illegible]
مری [illegible] — نازدہ [illegible]
کیا [illegible] تو سارے ہی تیغ ٹوٹ جائیگی — [illegible]
سوال وصل [illegible] — [illegible]
جفا [illegible] — [illegible]
وفا [illegible] رقیب [illegible] — [illegible]
بہت [illegible] محبت سے گزر جا — [illegible]
کبھی شوق ہم [illegible] — مری [illegible]
ہیں خود سر [illegible] — ہمارا امتحان [illegible]

زمین شعر [illegible] حضرت عاشق
[illegible] مضمون [illegible]